

اسرائیل میں ہفتہ وار چھٹی اتوار کی بجائے جمعہ کو ہوتی ہے۔ آج سے تھیک ایک ہفتہ پہلے، اتوار والے دن، یہ وہلم کی ضلعی عدالتوں میں ایک مقدمہ پیش ہونا تھا۔ عدالتی شہر کے مشرقی حصے میں واقع ہیں۔ عدالتی احاطہ کے اردوگرد کسی قسم کے کوئی غیر معمولی خانہظی انتظامات نہیں تھے۔ زندگی معمول کے مطابق تھی۔ وہ سبجے کے قریب، عدالت کے احاطہ کے باہر، کالے رنگ کی سرکاری گاڑی رُکی۔ اس میں سے سفید بالوں والا، ایک ستر سالہ یوزھا آدمی قرینے سے باہر نکلا۔ پہلی چلتا ہوا عدالت میں چلا گیا۔ وہاں وکلاء کی ٹیم موجود تھی۔ اس شخص کو عدالت میں کوئی خاص اہمیت نہیں دی گئی۔ عام سی کرسی پر بیٹھا۔ نج نے روایتی طریقے سے اس کا نام پوچھا۔ پروپیکوٹرنے چارج شیٹ پڑھی۔ جس کا انکار کیا گیا۔ انس حوالائی اگلی تاریخ پڑھی۔ وہ شخص جس ممتازت سے عدالت میں حاضر ہوا تھا، اسی طریقے سے چپ کر کے خاموشی سے واپس چلا گیا۔ کوئی نعرے بازی، ہلہ بازی، کوئی جذباتی مناظر، کسی قسم کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ یہ اسرائیل کا موجودہ وزیر اعظم بنیجن نیتن یاہو (Netanyahu) تھا۔ دنیا کا سب سے طاقتور انسان۔ جس کے ایک اشارے سے امریکہ جیسی سپرپاور، لرز جاتی ہے۔ اس کا دنیا ہوا بر حکم پوری دنیا میں سرتسلیم ختم مانا جاتا ہے۔ مگر دنیا کا یہ موثر ترین آدمی، اسرائیل کے نظامِ انصاف کے سامنے بے حیثیت ہے۔ ضلعی نج یعنی سیشن نج کی عدالت میں اونچی آواز میں بات کرنے کی جرات نہیں کر سکتا۔ عام ملزم کی طرح نج کے سامنے پیش ہوتا ہے۔

نیتن یاہو، جن اتزامات کا سامنا کر رہا ہے۔ انکو جانتا اور سمجھنا بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا اسرائیل کے بہترین نظامِ انصاف کو۔ موجودہ وزیر اعظم، اس ملک میں طویل ترین مدت کا سیاسی رہنماء ہے۔ 2009ء سے آج تک اپنے ملک کا وزیر اعظم رہا ہے۔ بلکہ اس سے بھی پہلے، 1996ء سے لیکر 1999ء تک بھی تین سال حکمرانی کر تدہا ہے۔ دیکھا جائے تو چودہ برس سے مسلسل وزارتِ عظمی اسکے پاس ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ، اسکے پارٹی کا سربراہ بھی ہے۔ ان اتزامات کی مالیاتی حیثیت دیکھیے، تو اس سے کہیں زیادہ، ہمارے کئی اواروں کے کلرک، محکمہ کے پھواری اور پولیس کے تھانیدار کا لیتے ہیں۔ نیتن یاہو پر پہلا اتزام یہ ہے کہ ہالی وڈ کے ایک فلم ساز، ارنان ملچن (Arnan Milchan) اور آسٹریلوی ارب پتی جیمز پیکر سے سگار کے ذبے اور شراب کے کریٹ تھے میں لیے) ہیں۔ وزیر اعظم پر اتزام ہے کہ ان تھنوں کے عوض اس نے ملچن کو فائدہ دینے کی کوشش کی ہے۔ لفظ کوشش پر غور کیجئے۔ یعنی فائدہ دیا نہیں ہے۔ ان تھنوں کی مالیت ایک لاکھ، اٹھا توے ہزار ڈالر ہے۔ یعنی پاکستان کے بے قدر روپوں کے حساب سے تقریباً تین کروڑ بنتے ہیں۔ یہ تھے 2011ء سے لیکر 2016ء تک کے دورانیے میں دیے جاتے رہے۔ ملچن اور پیکر، دونوں نے تحقیقاتی اواروں کو بیان دیا ہے کہ انکی نیتن یاہو سے ذاتی دوستی ہے۔ انکے عوض، انہوں نے کوئی کاروباری سہولت یا فائدہ حاصل نہیں کیا۔

دوسری اتزام بھی عجیب و غریب طرز کا ہے۔ ہمارے جیسے ملک میں تو خیر سے جرم سمجھا ہی نہیں جاتا۔ ارنون مووز (Arnon Mozes) اسرائیل کے ایک مشہور روزنامہ کا مالک ہے۔ اسکے میڈیا گروپ کا نام (Ahronoth Yedioth Hayom) ہے۔ یہ نیتن یاہو پر شدید تنقید کرتا ہے۔ اتزام یہ ہے کہ اسرائیلی وزیر اعظم نے تین پار، اخبار کے مالک کو بلا کر کہا کہ اس پر تنقید بند کر دے۔ اسکا معنی بہتر بنانے کی کوشش کرے۔ اتزام میں یہ بھی شامل ہے کہ ملک کے ایک اسرائیلی اخبار پر پابندی لگادی جائیگی جو ایک مالیاتی جریدہ ہے۔ اس وقت، اسرائیل کی اسی میں یہ بحث ہو رہی تھی کہ کچھ وجہات کی بنیاد پر ایک قانون بنایا جائے جو ہیوم جیسے اخبارات پر پابندی لگا سکے۔ یہ بحث کبھی بھی قانونی شکل اختیار نہ کر سکی۔ مگر پروپیکوٹر جزل کے مطابق، ہو سکتا تھا، کہ اسرائیلی وزیر اعظم نے اپنا شخص بہتر کرنے کیلئے ارنون سے اس معاملے پر بات کی ہو۔ ارنون نے لکھ کر دیا ہے کہ اس نے اسرائیلی وزیر اعظم سے کوئی ایسی بات نہیں کی۔ حقیقت یہ بھی ہے کہ اگر بات ہوئی بھی تھی، تو اسکے مطابق اسرائیلی پارلیمنٹ نے کوئی قانون مختصر کیلئے " والا" پر اشناہد از ہو۔ اسکی حکومت کے متعلق ثبت خبریں شائع کرے۔ والا کمپنی کے مالک نے کہ وہ اپنی نیوز کمپنی " والا" پر اشناہد از ہو۔ اسکی حکومت سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہو۔ تیسرا اتزام بھی حدود رجد و پچھے ہے۔ شیمول ایلورچ (Shaul Eloritch) اسرائیل کے ٹیلی کیوں نیکیشن سیکٹر کا بے تاب بادشاہ ہے۔ اسکی ایک خبر رسائی ویب سائٹ بھی ہے۔ جس کا نام والا (Walla) ہے۔ اتزام یہ ہے کہ وزیر اعظم نے ایلورچ کو کہا ہے کہ وہ اپنے صاف صاف کہا ہے کہ اسکی ویب سائٹ نے کبھی بھی نیتن یاہو کا ثابت تاثر دینے کی کوشش نہیں کی۔ کمپنی مکمل طور پر خود مختار تھی اور اسکے فیصلے یورڈ آف ڈائریکٹر کرتا تھا۔ مالک ہونے کے باوجود وہ بھی بھی یورڈ کو نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ کام کرو اور وہ کام نہ کرو۔ ان تینوں اتزامات کو ملک کو ملک و بھی۔ تو نیتن یاہو پر صرف اور صرف پاکستانی تین کروڑ روپے کے تھاں وہ ذاتی حیثیت میں لینے کے اتزامات ہیں۔ وہ بھی قبیلی شراب اور سگار لینے کے اسرائیلی وزیر اعظم اپنے ماتحت کسی اوارے کو یہ حکم نہیں دے سکا کہ اسکے خلاف تحقیقات نہ کریں یا اسے کلین چڑھے دے۔ کیا یہ امر عجیب نہیں لگتا کہ دنیا کا طاقتور ترین سیاسی شخص اپنے نظامِ انصاف کے سامنے مکمل طور پر خود مختار تھی اور اسکے فیصلے یورڈ آف ڈائریکٹر کرتا تھا۔ مالک ہونے کے باوجود وہ بھی بھی یورڈ کو نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ کام کرو اور وہ کام نہ کرو۔ ان تینوں اتزامات کو ملک کو ملک و بھی۔ تو نیتن یاہو پر صرف اور صرف پاکستانی تین کروڑ روپے کے تھاں وہ ذاتی حیثیت میں لینے کے اتزامات ہیں۔ وہ بھی قبیلی شراب اور سگار لینے کے اسرائیلی وزیر اعظم اپنے ماتحت کسی اوارے کو یہ حکم نہیں دے سکا کہ اسکے خلاف تحقیقات نہ کریں یا اسے کلین چڑھے دے۔ ایک بار بھی ماتحت تحقیقاتی اواروں کو اپنے فائدے کیلئے کسی قسم کا کوئی حکم دینے کی جرات نہیں کی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اسی کا تعینات کیا ہوا، پروپیکوٹر جزل، دباو میں اسکے حق میں کچھ ثابت بات لکھ دے۔ مگر صاحب، یہ سب کچھ آج کے اسرائیل میں ہو رہا ہے۔

اسرائیل کا نام یہاں ہمارے ملک میں پسند نہیں کیا جاتا۔ وہاں جاتا تو دور کی بات، ہمارے پاسپورٹ میں اس ملک کا نام ہی درج نہیں ہے۔ کچھ مسلمان ممالک، اسرائیل کو تسلیم بھی کرتے ہیں اور اسکے ساتھ تجارتی روابط بھی رکھتے ہیں۔ جن عرب ممالک کیلئے، ہم ہمہ وقت اسرائیل کے وجود کو تسلیم نہیں کرتے، وہ تمام، اس ملک کے ساتھ قریبی ترین سفارتی تعلقات رکھتے ہیں۔ سوچیے کہ ہمارے ملک کا نظامِ انصاف کیا ہے۔ تو یہ فیصلہ ایسی آرزو جھوٹی ہوتی ہے۔ عدالتوں کو سب کچھ معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہمارے عدالتی نظام میں، نج کو جھوٹ اور جھوٹ کو نج ثابت کرنا بہت آسان ہے۔ بے گناہ آدمی پھانسی کے تختے پر لکھا دیے جاتے ہیں۔ اگر میں الاقوامی انصاف کے معیار سے پر کھا جائے تو ہمارا پورا نظامِ انصاف، حدود رج ناقص نظر آتا ہے۔ لیکن یہاں ایک بات کا ذکر ضرور کرو زگا۔ ماتحت عدالیہ، یعنی سول نج سے سیشن نج تک کے لوگ، ایک انتہائی کٹھن عمل سے گزر کر سامنے آتے ہیں۔ ان میں حدود رج جھنختی اور بہترین نج پائے جاتے ہیں۔ مگر نہ اسے فیصلہ ماتحت عدالیہ کے لوگ، بھی بھی میرٹ پر آگے تک نہیں پہنچ پاتے۔ اسکے لیے نظامِ عدل میں بھی کوئی انصاف موجود نہیں ہے۔ کیا ہمارے یہاں، قیامت برپا کر دی جائیگی۔ ایسی ایسی تاویلیں پیش کیجاں گی کہ معلوم ہو گا، کہ اگر اس طاقت و رطਬت کو ہاتھ ڈالا جائے تو ملک ہی نہ نج کے۔ ہمارے ہاں، تو کھربوں روپے کے قانونی اور غیر قانونی فراہم ہوتے ہیں۔ ان پر بات کرنا ممکن کر دی جاتی ہے۔ پچھلے تین سال، بلکہ ستر سال کے معاملات کو دیکھ لجھے۔ حالات جوں کے توں ہیں۔ بلکہ گلڑ پچھے ہیں۔ کسی حکومت میں کوئی فرق نہیں نظر آتا۔ صرف باتیں، اعلانات اور پر لیں کا نفر نہوں سے، لوگوں کو یہ تو قوف ہیا جاتا ہے۔ غیر جذباتی باتیں یہ ہے کہ ہمارے ملک میں نہ بھی انصاف تھا اور نہ بھی ہو گا۔ ہمارا لگا سر افلاطون انصاف، ہمارے ملک کی طرح کمزور ہے۔ اس سے کسی بھلانی کی توقع نہیں۔ اگر نیتن یاہو کو پتہ چل جائے تو شامد وہ دعا کرے، کہ اسے بھی ہمارے جیسا موت کنٹرول نظام مل جائے، تاکہ اسرائیلی طاقتور طبقے پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے۔ لیکن دیکھیے، کہ نیتن یاہو، دنیا کا سب سے طاقتور وزیر اعظم، اپنے ہی ملک کے نظام کے سامنے کتنا بے بس ہے۔ کیا ہمارے ملک میں اسکا تصور کیا جاسکتا ہے۔ شامد بھی نہیں اخواب میں بھی نہیں۔